بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کلمۃ الحرمین

”اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ...!“

خواہشات کی نہیں، دلیل کی اتباع کیجیے —— ورنہ!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ”میری امت (کے لوگوں) پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ بنی اسرائیل کے قدم بہ قدم چلیں گے —— الخ!“

ادھر قرآن مجید نے بنی اسرائیل کی عادات بد میں سے ایک عادت یہ بھی گنوائی ہے کہ انھوں نے علم آجانے کے باوجود اور دلائل و براہین سے قطع نظر، دھونس اور دھاندلی سے کام لیتے ہوئے دین کو مختلف فیہ بنا دیا تھا —— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ —— الاٰیۃ!“ (آلِ عمران: ۱۹)

”بلاشبہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اہلِ کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہو جانے کے بعد (محض) آپس کی ضد کی وجہ سے کیا!“

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق آج یہی نقشہ ہم اس امت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دینِ اسلام کو نہ صرف اختلافات کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے، بلکہ ”کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ“[1] کے مصداق ہر گروہ اپنی اپنی خواہشات

---

[1] ”ہر گروہ، جو کچھ اس کے پاس ہے، اسی پر نازاں ہے۔“

کا اسیر ہو چکا ہے اور علم و دلیل سے کسی کو کوئی سروکار نہیں رہا —— ماہِ محرم الحرام میں شیعہ سنّی عوام کے معمولات اس کا بیّن ثبوت ہیں — تفصیل اس اجمال کی درج ذیل ہے :

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی ایک بلند پایہ شیعہ محقق ہیں ، وہ اپنی کتاب " اصلاحِ شیعہ " میں رقمطراز ہیں :

" عراق میں انگریزی عہدِ اقتدار میں اس وقت کے عراقی وزیرِ اعظم یاسین ہاشمی جب انگریزی راج ختم کرانے کے لیے مذاکرات کرنے لندن گئے تو انگریز نے ان سے کہا ، ہم تو صرف اس لیے عراق میں رکے ہوئے ہیں کہ عراقی قوم کو احمقانہ انارکی سے نکالیں تاکہ وہ ہم دوشِ سعادت ہو سکیں ۔ یاسین ہاشمی اس بات پر برافروختہ ہو کر غصے کی حالت میں کمرۂ مذاکرات سے باہر نکل آئے تو انگریز نے ان سے بڑی لجاجت اور نرم خوئی سے معذرت کر لی ۔ پھر پورے احترام سے ہاشمی کو عراق کے بارے میں ایک دستاویزی فلم دیکھنے کو کہا ، جس میں نجف ، کربلا اور کاظمیہ کی شاہراہوں پر چکر لگاتے ہوئے تعزیہ حسین کے جلوس دکھائے گئے تھے اور جو بڑے خوفناک اور قابلِ نفرت منظر پیش کر رہے تھے —— گویا انگریز یہ کہنا چاہتا تھا کہ جس قوم میں ذرہ بھر بھی تہذیب کا حصہ ہو ، وہ خود اپنے ساتھ یہ مار دھاڑ کر سکتی ہے ؟ "

" یہاں ایک پرلطف ، روشن خیال اور حکمت پر مشتمل مکالمہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا ۔ یہ گفتگو میں نے تیس برس قبل شیعہ فرقہ کے ایک بڑے عالم اور شیخ سے سنی تھی ۔ وہ باوقار کبیر السن شیخ دس محرم کے دن دوپہر بارہ بجے مقامِ کربلا میں روضۂ حسینؓ کے قریب میرے پاس کھڑا تھا ۔ اسی اثناء میں ایک جلوس بھنگڑا ڈالتا ہوا آیا ، سروں کو تلواروں سے زخمی کیے ہوئے ، غمِ حسینؓ میں خون بہاتے ہوئے ایک جمِّ غفیر روضۂ حسینؓ پر وارد ہوا ۔ پیشانیوں اور پہلوؤں سے بھی خون بہہ رہا تھا ، انتہائی قابلِ نفرت شکل میں جسے دیکھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے ۔ پھر اس کے پیچھے ایک اور جلوس آ گیا ، وہ بھی بہت بڑی تعداد میں تھا اور زنجیروں سے اپنی کمریں ، پیٹ خون آلود کیے ہوئے تھا ۔ ان جلوسوں کو دیکھ کر وہیں اس بوڑھے شیخ اور وسیع النظرف عالم نے کچھ سوالات کیے اور ہمارے مابین درج ذیل گفتگو ہوئی :

شیخ نے پوچھا: "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، یہ خود ہی اپنی جانوں کو ان مصائب و آلام میں مبتلا کیے ہوئے ہیں؟"

میں نے کہا: "آپ سن نہیں رہے، یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ "ہائے حسین، ہائے حسینؓ" پکار رہے ہیں، جس کا مطلب واضح ہے کہ ماتمِ حسین میں اپنی یہ حالت بنائے ہوئے ہیں!"

پھر شیخ نے نیا سوال کیا: "کیا حسینؓ اس وقت قادرِ مطلق بادشاہ کے پاس پاک مقام میں نہیں ہیں[1]؟"

میں نے کہا: "یقیناً وہیں ہیں!"

شیخ نے پھر پوچھا: "کیا حسینؓ اس وقت جنت میں نہیں ہیں، جس کی چوڑائی آسمان وزمین کی طرح ہے، وہ متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے[2]؟"

میں نے کہا: "ہاں، بالکل اسی جنت میں ہیں!"

شیخ نے سوال کیا: کیا جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی نہ کیے ہوئے آب دار موتیوں کی طرح حوریں نہیں ہیں[3]؟"

میں نے کہا: "ہیں!"

شیخ نے ٹھنڈی آہ بھری اور رنج وغم سے بھرپور لہجے میں کہا: "صد افسوس ان بددماغ جاہل لوگوں پر کہ یہ اس وقت امام مرحوم کی خاطر اپنی یہ حالت بنائے ہوئے ہیں، جب کہ امام اسی لمحے جنت اور اس کی نعمتوں میں ہیں اور دائم نوجوان خدمت گزار ان کے آس پاس آفتابے، آب خورے اور شرابِ ناب کے گلاس لے کر پھر رہے ہیں[4]!"

(اصلاحِ شیعہ ص۱۷۷ تا ص۱۷۹)

---

[1] "اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ" (القمر: ۵۴-۵۵)

[2] وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ" (آلِ عمران: ۱۳۲)

[3] وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ" (الواقعة: ۲۲-۲۳)

[4] "يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ" (الواقعة: ۱۷-۱۸)

اس واقعہ میں شیخ مذکور نے حضرت حسینؓ سے متعلق جو بات بھی کہی، دلیل سے کہی ہے اور قرآنِ مجید مکمل طور پر اس کی تائید کرتا ہے (حواشی میں متعلقہ آیاتِ قرآنی ہم نے اسی لیے درج کی ہیں) —— حضرتِ حسینؓ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے، جبکہ "متقین" کا مقام جنت ہے —— آپؓ اصحابِ رسول اللہ میں سے ہیں، جنھیں بارگاہِ ربانی سے " رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ " کا خطاب ملا۔ تب آپؓ کے جنتی ہونے میں کیا شک ہے؟ جب کہ براہِ راست بھی آپؓ کو زبانِ نبوت سے " سیدا شباب اھل الجنۃ " کی خوشخبری ملی —— آپؓ یقیناً مظلوم شہید ہیں، اور شہداء کا مقام بھی جنت قرآنِ مجید سے ثابت ہے —— قرآنِ مجید شہداء کے بارے " عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ " کی خبر بھی دیتا ہے کہ " وہ اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں " —— نیز فرماتا ہے:

" فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ "

(آلِ عمران : ۱۷۰)

" جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کر رکھا ہے، اس میں خوش ہیں۔ اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ کر ان سے مل نہیں سکے، ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے "

لیکن یہاں اس کے برعکس اگر " ہائے حسین، ہائے حسین " کے پکارے ہیں، نالے اور واویلے، ماتم و مرثیے ہیں، تو یقیناً یہ دلیل کی اتباع نہیں بلکہ خواہشات کی پیروی اور دھونس و دھاندلی ہے —— شیعہ کو چاہیے کہ:

- یا تو وہ حضرتِ حسینؓ کے مذکورہ بالا باعزت مقام سے انکار کر دے، تاکہ " ہائے حسین، ہائے حسین " کے نعروں کا جواز فراہم ہو سکے!
- یا وہ یہ کہے کہ قرآنِ مجید دلیل نہیں، دین میں یہ حجت نہیں!
- یا وہ یہ اعلان کرے کہ جو دین قرآنِ مجید پیش کرتا ہے، اس دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں!

اور اگر یہ تینوں صورتیں اس کے لیے ناقابلِ قبول ہیں تو پھر یہ تسلیم کرتے ہوئے

کہ :——

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ الاٰیۃ!" (آلِ عمران: ۱۹)

"دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔"

——اس دین کو قبول کرے، اور خواہشات کی پیروی سے کنارہ کش ہو کر دلیل کی اتباع کرے——کیوں کہ قرآنِ مجید بیان فرماتا ہے:

"وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔" (آلِ عمران: ۸۵)

"جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہو گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا!"

اور اب سُنّیوں کی طرف آئیے!

حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں، جب کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد صحابہ کرام رضؓ کا ایک جمِ غفیر تھا، آپؐ نے اپنا مشہور خطبہ ارشاد فرمایا——آخر میں آپؐ نے فرمایا:

"لوگو، تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے کہ میں نے اللہ کا دین تم تک پہنچا دیا ہے یا نہیں؟ تم لوگ کیا جواب دو گے؟"

کم و بیش ڈیڑھ لاکھ آوازیں ابھریں:

"قد بلّغت وادّیت ونصحت!"

"(اللہ کے رسولؐ) آپؐ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا!"

اس پر آپؐ نے اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا:

"اللّٰھمّ اشھد، اللّٰھمّ اشھد، اللّٰھمّ اشھد!"

"اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا!"

جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہو چکے تو قرآنِ مجید کی درج ذیل آیت نازل ہوئی:

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ الآیۃ!" (المائدۃ: ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو (بہ حیثیت) دین پسند فرما لیا!"

قرآنِ مجید کی یہ آیت کم و بیش ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرامؓ کی گواہی، اور پھر اس گواہی پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ رب العزت کو تین بار گواہ بنانا ——— کیا اب بھی اس امر میں شک کی کوئی گنجائش موجود ہے کہ دین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہو گیا تھا، اور آپؐ نے اس سلسلہ کی کوئی بات امت سے مخفی نہ رکھی تھی؟ ——— تب کیا یہ بات سنیوں کے لیے سوچ لینے کی نہیں کہ ماہِ محرم الحرام میں شہادتِ حسینؓ کے سلسلہ کے ان کے موجودہ معمولات مسنون کیسے ہو سکتے ہیں؟ ——— اگر وضاحت نہ ہو سکی ہو تو ہم تفصیلاً عرض کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا سانحہ تکمیلِ دین کے تقریباً نصف صدی بعد پیش آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت حسینؓ زندہ تھے ——— تب آپؓ کی شہادت سے قبل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سوگ میں کالے کپڑے کیوں پہنتے؟ ——— ماتمی مجلسیں کیوں منعقد کرتے؟ ——— دس محرم کو قبروں پر کنکر کیوں ڈلواتے؟ دیگیں کیوں پکواتے؟ ——— دودھ کی سبیلیں کیوں لگواتے؟ ——— شربت کیوں تقسیم کرتے؟[۱] ——— اس سانحہ کی بناء پر محرم میں شادیاں کیوں حرام کرتے؟

ابھی تو حضرت حسینؓ زندہ تھے، تب آپؓ کا روضہ کیوں کر بن سکتا تھا؟ ——— اس روضے کی شبیہ کیوں کر تیار ہو سکتی تھی؟ ——— اس پر نذریں نیازیں کیسے چڑھائی جا سکتی تھیں؟ ——— مرثیے کیسے پڑھے جا سکتے تھے؟ دوکانیں کاروبار کیوں بند ہوتے؟ اور ماتم کس کا ہوتا؟ ——— ماتم تو آپؐ کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ ہاں اس کے برعکس آپؐ نے ماتمیوں سے قطع تعلق کرنے

---

[۱] شنید ہے کہ حضرت حسینؓ پر دس دن تک پانی بند رہا، لیکن عقیدت کیش ہیں کہ ان دنوں پلاؤ زردے اڑاتے، دودھ پیتے اور شربت نوش فرماتے ہیں ——— عقیدت کی یہ قسم کم از کم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے!

ہوئے ارشاد فرمایا :

"لیس منّا من لطم الخدود وشقّ الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ"

"جس نے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے بول بولے، وہ ہم میں سے نہیں !"

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرّم کا روزہ رکھا تھا، ابھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید نہ ہوئے تھے، اس روزہ کا تعلق شہادتِ حسین رض سے کیسے ہو سکتا ہے ؟ — یہ بھی سوچ لیجیے کہ حضور ص نے جس دن روزہ رکھا، امت کے لیے اس دن سامانِ خورد و نوش پر ختم پڑھنے (یعنی کھا کر اسے ختم کرنے) اور کھچڑے اڑانے کی کیا تک ہے ؟ — آپ ص نے بارشادِ باری تعالیٰ محرم کو حرمت والا مہینہ بتلایا، لیکن یہ تو اس دن سے محترم ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے تھے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ — الآیۃ !"

(التوبۃ : ۳۶)

"اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے، اسی روز سے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں، یہی دینِ قیّم ہے، تو ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو !"

تب اس حرمت کا تعلق شہادتِ حسین رض سے کیسے ہوا ؟ —— اور جب دینِ قیم کے حوالے سے ان محترم مہینوں میں خود پر ظلم کرنے سے منع فرما دیا گیا تو پھر محرّم میں اپنے آپ پر چھریاں چلانا، خنجر مارنا، زنجیروں سے اپنے آپ کو لہولہان کرنا، آگ پر ماتم کرنا، دین کیسے قرار پایا ؟

سنّی سوچیں، وہ سُنی آخر اسی لیے کہلواتے ہیں کہ وہ سنتِ رسول ص کے پابند ہونے کے دعویدار ہیں — جب حضور ص نے یہ سب کام نہ کیے، لیکن وہ انھیں لازم قرار دے چکے ہیں، تو وہ سُنی کیوں کر ہوئے ؟ —— نیز جواب دیں کہ جب دین پہلے مکمل ہو گیا تھا اور شہادتِ حسین رض بعد میں ہوئی، تو مذکورہ سب چیزوں کا تعلق دین سے کیسے ہوا ؟ ——

ادھر قرآنِ مجید سوال کرتا ہے :

"اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ الاٰية !" (آلِ عمران : ۸۳)

"کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کے طلبگار ہیں، حالانکہ سب اہلِ آسمان وزمین اسی (اللہ) کے فرمانبردار ہیں !"

چنانچہ نباتات ہوں، یا حیوانات و جمادات، ان کی مجال نہیں کہ اللہ کے حکم سے سرتابی کریں ـــــ آسمان کو لائق نہیں کہ وہ اس کے حکم کے بغیر پھٹ پڑے ـــ زمین کو ہمت نہیں کہ اس کی اجازت کے بغیر ہل سکے ـــــ سورج کو استطاعت نہیں کہ وہ چاند کو پالے یا اپنے مدار سے ہٹے ـــــ چاند کو جرأت نہیں کہ وہ اپنے فرض سے کوتاہی کرے، اور رات کے لیے ناممکن ہے کہ وہ دن سے آگے نکل سکے ـــ اس لیے کہ یہ سب اللہ کے لیے مسلمان ہیں (وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) گو جزا وسزا سے ان کا تعلق نہیں ! ـــ لیکن جزا وسزا پر یقین رکھنے والا انسان، یہ کیسا مسلمان ہے کہ وہ اللہ کے احکام کا نہیں، بلکہ اپنی من مرضیوں کا پابند ہے ـــ دلیل کا تبع نہیں، بلکہ خواہشات کی زلفِ گرہ گیر کا اسیر ہے ـــــ کیا اس نے کبھی سوچا کہ اس کا انجام کیا ہوگا ؟ ـــ اللہ کا قرآن واضح لفظوں میں اعلان کر رہا ہے :

"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ !"

"بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے !"

نیز خبردار کر رہا ہے کہ :

"وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۭ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ" (آلِ عمران : ۸۵ تا ۸۸)

"جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کا طالب ہوگا تو وہ اس سے

ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور ایسا شخص آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا ـــــ اللہ ایسی قوم کو کیوں ہدایت دے گا جنھوں نے ایمان لانے کے بعد اور یہ گواہی دینے کے باوجود کفر کیا کہ رسول (اللہ کی طرف سے) برحق ہے ـــــ (اس پر مستزاد یہ کہ) ان کے پاس دلائل بھی آ چکے، ایسے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا نہیں فرماتا ـــــ ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی بھی لعنت ہے، فرشتوں کی بھی اور سب لوگوں کی بھی! اس لعنت میں وہ ہمیشہ گرفتار رہیں گے، ان سے نہ تو عذاب کم کیا جائے گا اور نہ ہی انھیں مہلت مل سکے گی! ـــــ العیاذ باللہ!

پس اے لوگو! دین اللہ رب العزت نے بہت پہلے سے مکمل فرما دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پورے کا پورا ہم تک پہنچا دیا، دلائل و بینات ہمارے پاس آ چکے ـــــ بحکم باری تعالیٰ "اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ"[1] ہم دلیل کے پابند ہیں، خواہشات کے نہیں! لہٰذا دلیل کو چھوڑ کر خواہشات کو پالنا سراسر خسران و ہلاکت کا باعث ہے ـــــ یہ خواہشات دین میں اضافہ ہیں، جس کے نہ ہم مختار ہیں اور نہ مجاز! ـــــ ان سے بچیے، ورنہ انجام بڑا خطرناک ہوگا!

ـــــ لعلّ فیہ کفایۃ لمن لّہ درایۃ ـــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

(اکرام اللہ ساجد)

---

[1] "اس چیز کی اتباع کرو جو تمہارے رب کے ہاں سے تمہاری طرف نازل کی گئی!"